OPEN ACCESS
Al-ISRA
International Journal of Islamic Thought
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 1, Jan -June 2025 PP: 74-83

پاکستانی معاشرے میں انسانی وقار کا اسلامی تصور اور جدید انسانی حقوق

The Islamic Concept of Human Dignity in Pakistani Society and Modern Human Rights

Published: 25-06-2025
Accepted: 15-06-2025
Received: 20-05-2025

Dr. Waleed Khan
Lecturer Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt College Women University Sialkot Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Sana Maryam
Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com

Danish Javed
Phd Scholor NCBA & E
Email: hdanish2016@gmail.co m

Abstract

Human dignity is an important concern in both Islamic teachings and the modern human rights system. Islam gives special importance to the respect, protection and welfare of human beings, while the modern international human rights framework also places human dignity at the centre of its understanding of equality and fundamental rights. Pakistan provides an especially important context for studying this subject because its constitutional system combines Islamic principles with a modern framework of fundamental rights. This study examines the Islamic concept of human dignity and relates it to the social and legal conditions of Pakistan. It discusses the protection of life, honour, equality, privacy, family, property, religious freedom and protection from torture and humiliation. The study also considers common problems in Pakistani society, including discrimination, misuse of authority, violence against women and children, public humiliation, abuse on social media, denial of justice and unequal treatment of weaker sections of society. The study argues that human dignity should not remain only a constitutional or theoretical principle. Its real value appears when it is protected in homes, schools, universities, police stations, courts, hospitals, workplaces and public institutions. The study concludes that Islamic teachings and modern human rights have important areas of common concern regarding human dignity, although their legal and philosophical foundations are not identical. A balanced approach requires the principles of dignity, justice and responsibility to be reflected in both law and everyday social behaviour.

Keywords: *Human Dignity, Islamic Law, Human Rights, Pakistan, Constitution, Equality, Justice, Privacy, Social Rights.*

CC BY

تمہید

انسانی وقار کی بات سننے میں ایک بڑی علمی اور فلسفیانہ بحث لگتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ ہمارے روزمرہ کے مسائل سے جڑی ہوئی بات ہے۔ کسی غریب شخص کے ساتھ سرکاری دفتر میں کیسا سلوک ہوتا ہے، کسی ملزم کو پولیس کے پاس کیا عزت ملتی ہے، ایک طالب علم کے ساتھ استاد کس طرح بات کرتا ہے، ہسپتال میں مریض کو کتنی توجہ دی جاتی ہے، عورت کے ساتھ گھر میں کیسا برتاؤ ہوتا ہے، مزدور کو اس کی محنت کا حق ملتا ہے یا نہیں، اور سوشل میڈیا پر کسی شخص کی عزت اچھالنے کو ہم کتنا سنجیدہ لیتے ہیں؛ یہ سب انسانی وقار کے مسئلے ہیں۔ اسلام نے انسان کو صرف اس وقت عزت کا مستحق نہیں قرار دیا جب وہ نیک، امیر یا طاقتور ہو۔ انسان ہونے کی وجہ سے اس کی ایک بنیادی حرمت اور عزت ہے۔ قرآن مجید میں بنی آدم کی تکریم کا ذکر اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ [1]

جدید دنیا میں انسانی حقوق کا تصور بھی اسی بنیاد پر کھڑا ہے کہ انسان کی کچھ بنیادی عزتیں اور حقوق ایسے ہیں جو اسے محض انسان ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ 1948ء میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا جس کی بنیاد انسانی وقار اور مساوی حقوق کے تصور پر رکھی گئی۔ [2]

پاکستان کے لیے یہ موضوع اس وجہ سے مزید اہم ہو جاتا ہے کہ ہمارے آئین میں اسلام اور بنیادی انسانی حقوق دونوں کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ ایک طرف پاکستان کی اسلامی شناخت ہے اور دوسری طرف آئین انسانی وقار، زندگی، آزادی اور مساوات جیسے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ آرٹیکل 14 انسانی وقار اور گھر کی نجی زندگی کو تحفظ دیتا ہے، جبکہ آرٹیکل 25 قانون کے سامنے برابری کی ضمانت دیتا ہے۔ [3]

اس لیے پاکستان میں انسانی وقار کا مطالعہ صرف مغربی انسانی حقوق کے حوالے سے نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسلامی تعلیمات، پاکستانی آئین اور ہمارے معاشرتی حالات تینوں کو سامنے رکھ کر ہونا چاہیے۔

انسانی وقار سے کیا مراد ہے؟

سادہ الفاظ میں انسانی وقار کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو انسان سمجھا جائے۔ اس کی عزت کی جائے، اسے بے وجہ ذلیل نہ کیا جائے، اس پر ظلم نہ کیا جائے اور اس کے بنیادی حقوق چھینے نہ جائیں۔

ایک غریب آدمی بھی عزت کا مستحق ہے اور ایک امیر آدمی بھی۔ ایک ملزم بھی قانون کے مطابق سلوک کا حق رکھتا ہے اور ایک عام شہری بھی۔ ایک مزدور کی عزت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی ایک افسر کی۔ وقار کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کو ہر کام کی آزادی دے دی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے ساتھ انصاف اور شائستگی کے ساتھ معاملہ کیا جائے اور اسے محض اس کی کمزوری، غربت، جنس، مذہب، ذات یا سماجی حیثیت کی وجہ سے کمتر نہ سمجھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی وقار کا تعلق زندگی، عزت، آزادی، انصاف، نجی زندگی، خاندان اور معاشی حقوق سب سے بنتا ہے۔

اسلام میں انسان کی بنیادی عزت

اسلامی تصور میں انسان کی عزت کا تعلق اس کی پیدائش اور انسانی حیثیت سے ہے۔ قرآن مجید نے بنی آدم کی تکریم کو عمومی انداز میں بیان کیا ہے۔ [4]

اس تصور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ انسان کی عزت کسی حکومت کی مہربانی نہیں۔ ریاست اگر قانون کے ذریعے کسی

حق کی حفاظت کرتی ہے تو اچھی بات ہے، لیکن انسانی حرمت کی اصل بنیاد اس سے پہلے موجود ہے۔ پاکستانی معاشرے میں اس اصول کی بہت ضرورت ہے۔ ہم اکثر انسان کی عزت کو اس کے عہدے اور حیثیت سے جوڑ دیتے ہیں۔ کسی بڑے افسر کے سامنے ہمارا رویہ الگ ہوتا ہے اور کسی غریب یا کمزور شخص کے سامنے الگ۔ اسلام اس رویے کو درست کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

انسانی جان کا تحفظ

انسانی وقار کا سب سے پہلا تقاضا جان کا تحفظ ہے۔ جس معاشرے میں انسان اپنی جان کے بارے میں مطمئن نہ ہو، وہاں عزت اور امن دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ اسلام نے ناحق قتل کو انتہائی سنگین جرم قرار دیا۔ قرآن مجید میں ایک بے گناہ جان کے قتل کی سنگینی بہت واضح انداز میں بیان ہوئی ہے۔[5]

آج پاکستان میں اس اصول کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ٹریفک حادثات، جرائم، دشمنی، دہشت گردی، گھریلو تشدد اور بعض اوقات ذاتی جھگڑے انسانی جان کے لیے خطرہ بن جاتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ریاست اور معاشرے کی پہلی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کی جان محفوظ ہو۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں، عدالتوں اور انتظامیہ کا مقصد بھی یہی ہونا چاہیے کہ شہری خوف کے بجائے تحفظ کے احساس کے ساتھ زندگی گزاریں۔ جدید انسانی حقوق میں بھی زندگی کے حق کو بنیادی حق مانا گیا ہے۔ عالمی منشورِ انسانی حقوق کا آرٹیکل 3 زندگی، آزادی اور شخصی تحفظ کو بنیادی حقوق میں شمار کرتا ہے۔[6]

عزتِ نفس اور بے عزتی سے تحفظ

پاکستانی معاشرے میں بعض اوقات کسی شخص کو سب کے سامنے ڈانٹ دینا، گالی دینا، سوشل میڈیا پر اس کی تصویر یا ویڈیو لگا دینا، اس کی نجی بات عام کر دینا یا اسے محفل میں ذلیل کرنا معمولی بات سمجھ لی جاتی ہے۔ اسلامی تصور میں کسی انسان کی عزت کو اس طرح مجروح کرنا معمولی معاملہ نہیں۔ غیبت، بہتان، تمسخر اور لوگوں کو برے ناموں سے پکارنے سے قرآن نے روکا ہے۔[7]

یہ تعلیم خاص طور پر ہمارے موجودہ ماحول میں اہم ہے۔ آج کسی شخص کو رسوا کرنے کے لیے گلی یا بازار کی ضرورت نہیں رہی۔ ایک موبائل فون اور چند منٹ کافی ہوتے ہیں۔ اگر کسی کی غلطی ثابت بھی ہو جائے تو اسے قانون کے مطابق دیکھنا چاہیے، اسے تماشہ بنانا نہیں چاہیے۔

پاکستان کے آئین میں انسانی وقار

پاکستانی آئین نے انسانی وقار کو باقاعدہ بنیادی حق تسلیم کیا ہے۔ آرٹیکل 14 کے مطابق انسانی وقار ناقابلِ پامالی ہے، گھر کی نجی زندگی کو قانون کے تحت تحفظ حاصل ہے اور کسی شخص کو ثبوت حاصل کرنے کے لیے تشدد کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔[8]

یہ شق صرف کتاب میں لکھی ہوئی ایک قانونی عبارت نہیں۔ اس کا تعلق پولیس، جیل، عدالت، ہسپتال، تعلیمی ادارے اور عام سرکاری معاملات سب سے ہے۔ مثلاً اگر کسی زیرِ حراست شخص کے ساتھ تشدد کیا جاتا ہے، کسی خاتون کو سرعام ذلیل کیا جاتا ہے، یا کسی شہری کو اس کے کمزور معاشرتی مقام کی وجہ سے تحقیر کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو یہ انسانی وقار کے بنیادی اصول کے خلاف ہے۔

قانون کے سامنے برابری

اسلامی تعلیمات میں انسانوں کے درمیان عزت کا معیار نسل، رنگ اور قبیلہ نہیں۔ قرآن مجید انسانوں کے مختلف قبائل اور قوموں کو پہچان کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے اصل فضیلت کو تقویٰ سے جوڑتا ہے۔[8] پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 25 بھی واضح طور پر کہتا ہے کہ تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں اور انہیں قانون کا یکساں تحفظ حاصل ہے۔ یہ اصول پاکستان جیسے متنوع معاشرے میں بہت اہم ہے۔ ہمارے ہاں ذات، برادری، زبان، علاقہ، مالی حیثیت اور سیاسی تعلق بعض اوقات انسان کے ساتھ رویے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اسلامی اور آئینی دونوں اصول یہ تقاضا کرتے ہیں کہ قانون کی نظر میں عام شہری اور بااثر شخص کے لیے بنیادی معیار ایک ہونا چاہیے۔

اقلیتوں کا انسانی وقار

پاکستان میں انسانی وقار کے موضوع پر اقلیتوں کے حقوق بھی اہم ہیں۔آئین پاکستان شہریوں کی مساوات کی ضمانت دیتا ہے، اور قومی اسمبلی کی حالیہ سرکاری سطح کی وضاحتوں میں بھی آرٹیکل 25 کے تحت غیر مسلم شہریوں کے مساوی قانونی حقوق اور مذہبی آزادی پر زور دیا گیا ہے۔[9]

اسلامی قانون کے مطالعے میں بھی غیر مسلم شہریوں کے جان، مال اور مذہبی معاملات کے حوالے سے مختلف اصول موجود ہیں۔

پاکستانی حالات میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو صرف اس کے مذہب کی بنیاد پر گالی دینا، اس کی تذلیل کرنا، اس کے ساتھ بلاجواز بدسلوکی کرنا یا اسے قانون سے باہر سمجھنا درست نہیں۔اختلافِ مذہب اپنی جگہ ہو سکتا ہے، لیکن انسانی عزت اپنی جگہ قائم رہنی چاہیے۔

پولیس اور انسانی وقار

پاکستان میں انسانی وقار کا ایک بڑا عملی مسئلہ پولیس اور حراست سے متعلق ہے۔ قانون کی عمل داری ضروری ہے، لیکن قانون نافذ کرتے وقت انسان کی بنیادی عزت بھی برقرار رہنی چاہیے۔

کسی شخص پر الزام ہونا اور اس کا مجرم ثابت ہو جانا ایک ہی بات نہیں۔ عدالت کے فیصلے سے پہلے کسی ملزم کو مجرم سمجھ کر اس کی تذلیل کرنا انصاف کے بنیادی اصول سے بھی ٹکراتا ہے۔اسلامی تصورِ عدل بھی یہی چاہتا ہے کہ الزام، تحقیق اور فیصلہ سب مناسب طریقے سے ہوں۔ ریاستی اختیار کا مطلب یہ نہیں کہ اہلکار اپنی مرضی سے کسی شہری کی عزت پامال کر سکتا ہے۔

پاکستان کے آئین میں منصفانہ قانونی عمل اور انسانی وقار کے تحفظ کے اصول موجود ہیں۔[9]

جیل اور قیدیوں کا احترام

ایک شخص جرم کی سزا بھگت رہا ہو تب بھی وہ انسان رہتا ہے۔ اس کی سزا قانون کے مطابق ہے، اس کی مکمل تحقیر نہیں۔ قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک، غیر ضروری تشدد، گالی، بھوک، علاج کی عدم دستیابی یا بنیادی سہولتوں سے محرومی انسانی وقار کے سوال کو جنم دیتی ہے۔اسلامی قانون میں سزا کا مقصد قانون اور معاشرے کے تحفظ سے جڑا ہے، ذاتی انتقام سے نہیں۔اس لیے سزا اور ذلت کو ایک چیز نہیں سمجھنا چاہیے۔

جدید انسانی حقوق بھی قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک پر زور دیتے ہیں اور ظالمانہ یا تحقیر آمیز سلوک کو قبول نہیں

کرتے۔[10]

خواتین اور انسانی وقار

پاکستانی معاشرے میں خواتین کے انسانی وقار کا سوال بہت اہم ہے۔ عورت کو عزت صرف ایک ماں، بہن یا بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک انسان ہونے کی وجہ سے بھی حاصل ہے۔ گھریلو تشدد، زبردستی شادی، وراثت سے محرومی، کام کی جگہ پر ہراسانی، تعلیم سے روکنا، کردار کشی اور سوشل میڈیا پر تضحیک ایسی صورتیں ہیں جو عورت کے وقار کو متاثر کرتی ہیں۔اسلامی قانون نے عورت کے لیے مہر، وراثت، نکاح اور معاشی حقوق کے مختلف اصول مقرر کیے ہیں۔ قرآن مجید نے وراثت میں عورت کے حصے کو تسلیم کیا اور ازدواجی زندگی میں باہمی حقوق کو واضح کیا۔[11]

پاکستانی معاشرے میں صرف قانون بنانا کافی نہیں۔اصل مسئلہ یہ بھی ہے کہ عورت کو اس کا حق حقیقت میں ملے۔

بچوں کا انسانی وقار

بچے کمزور ہوتے ہیں، لیکن اس وجہ سے وہ بے حق نہیں ہو جاتے۔ گھر میں بچوں کو ہر وقت ڈانٹنا، مارنا، سب کے سامنے شرمندہ کرنا یا ان کی بات کو ہمیشہ بے وقعت سمجھنا ان کی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے۔اسلام نے اولاد کی تربیت کو والدین کی ذمہ داری بنایا ہے۔ بچے کا حق صرف کھانا اور لباس نہیں بلکہ اچھی پرورش، تعلیم، تربیت اور محبت بھی ہے۔

آج پاکستان میں بچوں کے ساتھ تشدد، کم عمری میں محنت، تعلیم سے محرومی اور بعض جگہ جنسی استحصال جیسے مسائل موجود ہیں۔ ان سب کو صرف سماجی مسئلہ سمجھنا کافی نہیں؛ یہ انسانی وقار کا مسئلہ بھی ہیں۔ بچے کی شخصیت کو عزت دینا اسلامی تربیت کا بنیادی حصہ ہونا چاہیے۔

بزرگوں اور بیمار لوگوں کے حقوق

انسانی وقار صرف جوان اور صحت مند آدمی کے لیے نہیں۔ بوڑھے، بیمار، معذور اور کمزور افراد بھی اسی عزت کے مستحق ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بعض اوقات عمر رسیدہ افراد کو بوجھ سمجھا جاتا ہے، مریض کو نظر انداز کیا جاتا ہے یا معذور شخص کو مذاق کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔اسلامی معاشرت کا مزاج ایسا نہیں۔ کمزور انسان کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ احترام سے پیش آنا دینی اخلاق کا حصہ ہے۔ ہسپتال میں مریض سے اچھا برتاؤ، سرکاری دفتر میں بزرگ شہری کے لیے سہولت اور معذور افراد کے لیے مناسب انتظام بھی انسانی وقار ہی کے عملی تقاضے ہیں۔

نجی زندگی اور آج کا موبائل فون

ماضی میں کسی کی نجی زندگی میں مداخلت کے لیے کسی کے گھر میں داخل ہونا یا اس کے خطوط پڑھنا پڑتے تھے۔آج ایک موبائل فون پوری نجی زندگی کھول سکتا ہے۔ کسی کی ذاتی تصویر اس کی اجازت کے بغیر پھیلانا، نجی گفتگو کو عام کرنا، کسی کے موبائل سے مواد چرانا یا کسی شخص کی ویڈیو کو اس کی تذلیل کے لیے استعمال کرنا انسانی وقار کے خلاف ہے۔

قرآن مجید نے لوگوں کی نجی زندگی، گھروں اور باہمی رازوں کے احترام کی تعلیم دی ہے۔[12]

جدید انسانی حقوق میں بھی نجی زندگی، گھر اور خط و کتابت کے تحفظ کو بنیادی حق مانا گیا ہے۔[13]

پاکستانی معاشرے میں یہ مسئلہ اب بہت زیادہ اہم ہو گیا ہے کیونکہ سوشل میڈیا پر ایک غلط پوسٹ کسی کی پوری زندگی متاثر کر سکتی ہے۔

سوشل میڈیا اور کردار کشی

سوشل میڈیا نے اظہارِ رائے کو آسان کر دیا ہے لیکن اسی کے ساتھ کردار کشی بھی آسان ہو گئی ہے۔ کسی کے خلاف غیر مصدقہ الزام، جعلی تصویر، ایڈٹ شدہ ویڈیو یا اشتعال انگیز پوسٹ چند منٹ میں ہزاروں لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں کسی کی عزت کے بارے میں بغیر تحقیق کے بات پھیلانا خطرناک ہے۔ بہتان، بدگمانی اور غیبت سے منع کیا گیا ہے۔ پاکستانی حالات میں اس اصول کی سب سے زیادہ ضرورت شاید سوشل میڈیا پر ہے۔ اختلاف کریں، تنقید کریں، لیکن کسی کی عزت تباہ کرنا تنقید نہیں۔

مذہبی آزادی اور انسانی وقار

پاکستان میں مذہبی آزادی بھی انسانی وقار کے مسئلے سے جڑی ہوئی ہے۔ کسی انسان کو اپنے مذہب یا عقیدے کی وجہ سے مسلسل خوف، نفرت یا تحقیر کا سامنا ہو تو اس کا وقار متاثر ہوتا ہے۔ اسلام نے مذہب کے معاملے میں جبر کی نفی کی ہے۔ قرآن مجید میں دین کے معاملے میں زبردستی کے اصول کو رد کیا گیا ہے۔[14]

یہ بھی ضروری ہے کہ مذہبی آزادی کو قانون اور معاشرتی ذمہ داری کے ساتھ سمجھا جائے۔ آزادی کے نام پر دوسروں کی دل آزاری اور نفرت پھیلانا ایک مسئلہ ہے، جبکہ کسی شخص کو اس کے عقیدے کی وجہ سے بنیادی انسانی عزت سے محروم کرنا دوسرا مسئلہ۔

اظہارِ رائے اور انسانی وقار

پاکستانی معاشرے میں اظہارِ رائے کا حق اہم ہے۔ لوگ حکومت، اداروں اور معاشرتی مسائل پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اظہارِ رائے کے ساتھ دوسروں کے حقوق اور عزت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید کا عمومی اخلاقی اصول یہ ہے کہ بات کرتے ہوئے انصاف اور سچائی برقرار رکھی جائے۔[15]

اسی طرح جدید انسانی حقوق بھی آزادیِ اظہار کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن یہ آزادی ہر قانونی نظام میں کچھ حدود کے اندر ہوتی ہے، خاص طور پر جب کسی دوسرے شخص کے حقوق یا عزت کو نقصان پہنچ رہا ہو۔[16]

پاکستان میں یہ توازن آج بہت اہم ہے، کیونکہ سوشل میڈیا نے اظہارِ رائے کے ساتھ ذمہ داری کا مسئلہ بھی بڑھا دیا ہے۔

معاشی حالات اور انسانی وقار

انسان کی عزت کا تعلق اس کی معاشی حالت سے بھی ہے۔ ایک ایسا مزدور جو سارا دن کام کرے لیکن اس کی اجرت پوری نہ ملے، یا ایسا ملازم جسے کئی ماہ تنخواہ نہ دی جائے، صرف معاشی نقصان نہیں اٹھا رہا بلکہ اس کی زندگی کی عزت بھی متاثر ہو رہی ہے۔ اسلام نے مزدور، یتیم، مسکین اور ضرورت مند کے حق پر زور دیا ہے۔ مال کے معاملے میں دھوکا اور خیانت سے روکا گیا ہے۔

قرآن مجید نے باہمی رضامندی پر مبنی جائز معاملات اور ناجائز طریقے سے مال کھانے کے درمیان فرق واضح کیا ہے۔[17]

پاکستانی حالات میں اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ مزدور کی اجرت، ملازم کی تنخواہ، کاروباری دیانت اور ضرورت مند

کے بنیادی حقوق کو سنجیدگی سے لیا جائے۔

تعلیم اور انسانی وقار

تعلیم بھی انسانی وقار کا حصہ ہے۔ جو بچہ تعلیم سے محروم رہتا ہے، وہ مستقبل کے بہت سے مواقع سے محروم ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے آئین میں 5 سے 16 سال کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کی ضمانت موجود ہے۔[18]

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی وقار صرف یہ نہیں کہ بچے کو مارا نہ جائے؛ یہ بھی ہے کہ اسے سیکھنے، آگے بڑھنے اور اپنی صلاحیت استعمال کرنے کا موقع ملے۔اسی طرح یونیورسٹی میں طالب علم کے ساتھ امتیاز، تحقیر یا غیر منصفانہ سلوک بھی تعلیمی وقار کے خلاف ہے۔

قانون کی حکمرانی اور انسانی وقار

انسانی وقار کی حفاظت تب ہی ممکن ہے جب قانون سب کے لیے یکساں ہو۔

اگر ایک شخص کے پاس پیسہ یا سیاسی تعلق ہے اور وہ قانون سے بچ جاتا ہے، جبکہ غریب آدمی چھوٹی غلطی پر بھی سخت سزا کا شکار ہو جاتا ہے، تو عوام کے اندر قانون کے بارے میں اعتماد کم ہوتا ہے۔ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 25 برابری اور قانون کے یکساں تحفظ کی بات کرتا ہے. اسلامی قانون کا عدل کا تصور بھی یہی تقاضا کرتا ہے کہ انصاف طاقتور اور کمزور دونوں کے لیے ہو۔ یہاں انسانی وقار اور اچھی حکمرانی ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں۔

انسانی وقار اور پاکستانی عدالتی نظام

پاکستان میں انسانی وقار کوئی صرف اخلاقی تصور نہیں بلکہ آئینی حق ہے۔ عدالتیں مختلف بنیادی حقوق کے مقدمات میں وقار، آزادی، پرائیویسی اور منصفانہ قانونی عمل جیسے اصولوں کو اہمیت دیتی ہیں۔ یہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ عام آدمی کو اپنے حقوق معلوم ہوں۔ اگر شہری کو یہ ہی معلوم نہ ہو کہ اس کی عزت، آزادی اور بنیادی حقوق آئین کے ذریعے محفوظ ہیں تو وہ ناانصافی کے خلاف مؤثر آواز بھی نہیں اٹھا سکتا۔اسی لیے انسانی حقوق کی تعلیم قانون کے طلبہ تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ عام شہری کے لیے بھی ضروری ہے۔

اسلامی قانون اور جدید انسانی حقوق میں مماثلت

اسلامی قانون اور جدید انسانی حقوق کو دیکھا جائے تو کئی شعبوں میں واضح مماثلت ملتی ہے۔

دونوں انسانی جان کی قدر کرتے ہیں۔ دونوں انصاف کو اہم سمجھتے ہیں۔ دونوں ظلم، تشدد اور تحقیر کے خلاف ہیں۔ دونوں خاندان اور معاشرتی ذمہ داری کو اہمیت دیتے ہیں۔ دونوں کسی نہ کسی شکل میں کمزور لوگوں کے تحفظ کی بات کرتے ہیں۔جدید انسانی حقوق کے نظام میں انسانی وقار کو انسانی حقوق کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی انسان کی تکریم اور جان، مال، عزت اور حقوق کے تحفظ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

لیکن اس مماثلت کو مکمل یکسانیت نہیں سمجھنا چاہیے۔

اسلامی تصور اور جدید انسانی حقوق میں فرق

دونوں نظاموں کے درمیان سب سے بڑا فرق ان کے بنیادی ماخذ کا ہے۔اسلامی قانون کی بنیاد قرآن، سنت، فقہ اور اسلامی اصولوں پر ہے۔ یہاں حق کے ساتھ ذمہ داری بھی موجود ہے۔ انسان کو آزادی حاصل ہے لیکن اسے اللہ، معاشرے اور

دوسرے انسانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا ہے۔

جدید انسانی حقوق کا بین الاقوامی نظام جدید ریاست، بین الاقوامی معاہدات اور اقوام متحدہ کے ادارہ جاتی ڈھانچے کے ذریعے تشکیل پایا ہے۔ دوسرا فرق بعض آزادیوں کی حدود میں ہے۔ جدید انسانی حقوق میں فرد کی آزادی پر زیادہ زور ہے، جبکہ اسلامی قانون فرد کی آزادی کے ساتھ اخلاقی اور شرعی ذمہ داریوں کو بھی اہم سمجھتا ہے۔ یہ فرق علمی مطالعے میں سامنے رکھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر یا تو اسلامی قانون کو غلط سمجھا جائے گا یا جدید انسانی حقوق کو۔

پاکستان کے لیے مشترک بنیاد

پاکستان کے حالات میں ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ انسانی وقار کے اسلامی اور جدید دونوں تصورات کے درمیان کئی مشترک اقدار موجود ہیں۔ پاکستان کا آئین اسلام کو ریاستی شناخت دیتا ہے اور ساتھ ہی انسانی وقار، مساوات، زندگی اور مذہبی آزادی جیسے بنیادی حقوق کو بھی تحفظ دیتا ہے۔ اس لیے پاکستان میں انسانی حقوق کی بحث کو "اسلام یا انسانی حقوق" کی لڑائی بنانے کی ضرورت نہیں۔ زیادہ مفید راستہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات، آئینی حقوق اور موجودہ ملکی قوانین کو ایک دوسرے کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر انسانی وقار کا اصول صحیح معنوں میں نافذ ہو جائے تو اس کا فائدہ کسی ایک طبقے کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو ہوگا۔

پاکستانی معاشرے میں انسانی وقار کے بڑے مسائل

پاکستانی معاشرے میں انسانی وقار کے حوالے سے مسائل بہت سے ہیں۔ غربت، بے روزگاری، سفارش، طبقاتی فرق، پولیس کی سختی، گھریلو تشدد، خواتین کے مسائل، بچوں کی جسمانی سزا، سوشل میڈیا پر کردار کشی، کمزور طبقات سے بدسلوکی اور انصاف میں تاخیر ان میں نمایاں ہیں۔ ان سب مسائل کا حل صرف قانون سے نہیں نکلتا۔ قانون ضروری ہے، لیکن ساتھ میں معاشرتی رویہ بھی بدلنا ہوگا۔ ایک شخص کسی غریب کو صرف اس لیے اپنے دفتر میں گھنٹوں کھڑا رکھے کہ وہ غریب ہے، تو یہ صرف دفتری بدانتظامی نہیں بلکہ انسانی وقار کے خلاف رویہ ہے۔ ایک استاد کسی طالب علم کی سب کے سامنے تضحیک کرے تو یہ صرف سختی نہیں بلکہ اس کی عزتِ نفس کو نقصان پہنچانا ہے۔ ایک خاندان بیٹی کو وراثت نہ دے تو یہ صرف خاندانی ناانصافی نہیں بلکہ شرعی اور قانونی حق کی خلاف ورزی بھی ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر کسی کی عزت اچھالنا "تفریح" نہیں، بلکہ انسانی وقار پر حملہ ہے۔

انسانی وقار کو عملی زندگی میں کیسے سمجھا جائے؟

انسانی وقار کی سب سے اچھی پہچان یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے جیسا وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔ سرکاری دفتر میں شہری کے ساتھ عزت سے بات کرنا، ہسپتال میں مریض کو وقت دینا، مزدور کو پوری اجرت دینا، طالب علم کی بات سننا، عورت کو حق دینا، بچے کو مارنے کے بجائے سمجھانا اور کسی کمزور شخص کا مذاق نہ اڑانا، یہ سب انسانی وقار کے عملی مظاہر ہیں۔ یہ موضوع صرف عدالتوں اور قوانین کا نہیں بلکہ گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر گھر میں عزت کا ماحول ہو، اسکول میں احترام ہو، یونیورسٹی میں انصاف ہو، بازار میں دیانت ہو اور ریاستی اداروں میں قانون کی بالادستی ہو تو معاشرے کا مجموعی وقار بھی بہتر ہوگا۔ (19)

خلاصہ بحث

انسانی وقار اسلام کے بنیادی اخلاقی تصورات میں شامل ہے۔ اسلام انسان کو اس کے انسانی وجود کی وجہ سے عزت دیتا ہے اور اس کی جان، مال، عزت، خاندان اور بنیادی حقوق کے تحفظ پر زور دیتا ہے۔ جدید انسانی حقوق بھی انسانی وقار کو اپنی بنیادی بنیاد سمجھتے ہیں۔ 1948ء کے عالمی منشورِ انسانی حقوق نے انسانی وقار کو آزادی، انصاف اور مساوی حقوق کے ساتھ جوڑا، اور بعد کے بین الاقوامی معاہدوں نے زندگی، آزادی، مساوات، مذہبی آزادی، معاشی و سماجی حقوق اور تشدد سے تحفظ کو مزید واضح کیا۔ پاکستان میں یہ موضوع اس لیے زیادہ اہم ہے کہ ہمارا آئین انسانی وقار کو بنیادی حق تسلیم کرتا ہے۔ آرٹیکل 14 انسانی وقار کو ناقابلِ پامالی قرار دیتا ہے، جبکہ آرٹیکل 25 قانون کے سامنے برابری کی ضمانت دیتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں انسانی وقار کے مسائل کسی ایک طبقے تک محدود نہیں۔ عورت، بچہ، مزدور، قیدی، غریب، اقلیت، طالب علم، مریض اور عام شہری سب کسی نہ کسی صورت میں اس مسئلے سے دوچار ہوسکتے ہیں۔ اس لیے انسانی وقار کو صرف کتابی یا آئینی اصطلاح کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے۔ اصل کامیابی اس وقت ہوگی جب انسان کی عزت گھر، بازار، اسکول، یونیورسٹی، ہسپتال، تھانے، عدالت اور سرکاری دفتر ہر جگہ محفوظ ہو۔

نتائج

1. انسانی وقار اسلامی قانون اور جدید انسانی حقوق دونوں میں ایک اہم بنیادی قدر ہے۔
2. اسلام انسان کو اس کی انسانی حیثیت کی وجہ سے عزت دیتا ہے۔
3. انسانی جان، عزت، مال، خاندان، عقل اور بنیادی حقوق کا تحفظ اسلامی قانونی فکر میں اہم مقام رکھتا ہے۔
4. جدید انسانی حقوق بھی انسانی وقار کو مساوات اور بنیادی حقوق کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔
5. پاکستان کا آئین انسانی وقار کو واضح طور پر بنیادی حق تسلیم کرتا ہے۔
6. پاکستانی معاشرے میں انسانی وقار کا مسئلہ پولیس، عدالت، تعلیم، صحت، خاندان، مزدور، خواتین، بچوں اور سوشل میڈیا سمیت مختلف شعبوں سے جڑا ہوا ہے۔
7. انسانی وقار کا تحفظ صرف قانون سازی سے ممکن نہیں؛ ریاستی اداروں اور عام شہریوں کے رویوں میں بھی تبدیلی ضروری ہے۔
8. اسلامی قانون اور جدید انسانی حقوق میں زندگی، انصاف، مساوات، ظلم سے تحفظ اور کمزور لوگوں کے حقوق کے حوالے سے کئی مشترک پہلو موجود ہیں۔
9. دونوں نظاموں کی بنیادی فکری بنیادیں ایک جیسی نہیں، اس لیے مماثلت کے ساتھ فرق کو بھی علمی انداز میں بیان کرنا ضروری ہے۔
10. پاکستان میں اسلامی تعلیمات، آئینی حقوق اور جدید انسانی حقوق کے درمیان علمی اور عملی تعلق انسانی وقار کے تحفظ کو مزید مضبوط کرسکتا ہے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1۔ القرآن الکریم، سورۃ الإسراء، 17:70۔

2۔ United Nations, Universal Declaration of Human Rights, 1948، دیباچہ اور آرٹیکل 1۔ انسانی وقار اور مساوی حقوق کو عالمی انسانی حقوق کی بنیادی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

3۔ دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آرٹیکل 14، "Inviolability of dignity of man, etc."، انسانی وقار، نجی زندگی اور تشدد کے ذریعے ثبوت حاصل کرنے سے تحفظ۔

4۔ دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آرٹیکل 25، "Equality of Citizens"؛ تمام شہریوں کی قانون کے سامنے برابری اور قانونی تحفظ سے متعلق۔

5۔ القرآن الکریم، سورۃ المائدۃ، 5:32۔

6۔ United Nations, Universal Declaration of Human Rights, Article 3، زندگی، آزادی اور شخصی تحفظ کے حق سے متعلق۔

7۔ القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:11–12۔

8۔ القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:13۔

9۔ دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آرٹیکل 10A، منصفانہ قانونی عمل اور شفاف سماعت کے حق سے متعلق۔

10۔ United Nations, International Covenant on Civil and Political Rights, particularly Articles 7, 9 and 10، تشدد سے تحفظ، شخصی آزادی اور زیرِ حراست افراد کے ساتھ انسانی سلوک سے متعلق۔

11۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، 4:7 اور 4:19۔

12۔ القرآن الکریم، سورۃ النور، 24:27 اور سورۃ الحجرات، 49:12۔

13۔ United Nations, Universal Declaration of Human Rights, Article 12، نجی زندگی، خاندان، گھر اور مراسلات کے تحفظ سے متعلق۔

14۔ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، 2:256۔

15۔ القرآن الکریم، سورۃ النحل، 16:90۔

16۔ United Nations, International Covenant on Civil and Political Rights, Articles 18 and 19، مذہبی آزادی اور اظہارِ رائے سے متعلق۔

17۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، 4:29۔

18۔ دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آرٹیکل 25A، بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم سے متعلق۔

19۔ United Nations, International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights، تعلیم، صحت، کام اور مناسب معیارِ زندگی سے متعلق حقوق۔